(قسط ۲۷)

ہندو تہذیب اور مسلمان

از جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

چندل مندل اکبر بادشاہ نے چوپڑ میں گوٹوں کی جگہ انسانوں کا استعمال کر کے اس کا نام چندل مندل رکھا بقول ابوالفضل اکبر بادشاہ خود اس کھیل کا موجد تھا۔ درحقیقت یہ کھیل بھی چوپڑ کی طرح ایک کھیل تھا لیکن اکبر بادشاہ نے اس میں کچھ اصلاحیں کی تھیں۔ اس کی بساط چوکور کے بجائے گول ہوتی تھی جس میں سولہ متوازی الاضلاع حصے ہوتے تھے، ہر ضلع میں تین قطاریں اور ہر قطار میں آٹھ خانے، اور چونسٹھ مہرے استعمال کئے جاتے تھے۔ چار پانسے ہوتے تھے جن کے چار طولانی پہلوؤں پر ایک، دو، دس اور بارہ نقطے نقش تھے۔ سولہ آدمی اس کھیل میں شریک ہوتے تھے اور ہر شخص کے پاس چار مہرے ہوتے تھے۔ مہرے وسط میں جمائے جاتے تھے اور چوسر کی طرح چندل میں بھی داہنی جانب سے چال شروع کرتے تھے۔ ہر مہرے کو پوری بساط طے کرنی پڑتی تھی جس کھلاڑی کے مہرے سب سے پہلے بساط طے کر لیتے تھے، وہ بقیہ پندرہ اشخاص سے شرط کی رقم وصول کرتا تھا اور دوسرا شخص جو کھیل سے فارغ ہوجاتا، چودہ اشخاص سے بازی جیت لیتا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اول شخص کو فائدہ ہی فائدہ ہوتا تھا۔ اور آخری شخص سوائے نقصان کے فائدے کی صورت ہی نہ دیکھتا۔ دوسرے کھلاڑی نفع بھی اٹھاتے اور نقصان بھی برداشت کرتے تھے۔

اکبر بادشاہ اس کھیل کو مختلف طریقوں سے کھیلتے تھے ایک طریقہ یہ تھا کہ اس میں مہرے اسی طرح چلے جاتے تھے جس طرح کہ شطرنج میں اکثر اوقات کھیلا جاتا تھا۔

چندل منڈل میں پندرہ یا اس سے بھی کم اشخاص شریک ہوسکتے تھے جتنے کھلاڑی کم ہوتے

دوسرے گیارہ پتے مثال سابق رنگ کے وزیر کی تصویر، اور ایک سے لے کر دس ہاتھیوں تک کے نقوش سے مزین ہوتے تھے۔

(۳) نرپت (یعنی وہ بادشاہ جو اپنی پیادہ فوج کی کثرت و قوت کے لحاظ سے مشہور تھا، جیسے شاہ بیجاپور۔ اعلیٰ پتے پر بادشاہ کی تصویر ہوتی تھی جو تخت شاہی پر بے حد شان وشوکت کے ساتھ ورا جمان ہوتا تھا، دوسرا پتہ وزیر کی تصویر سے منقش ہوتا تھا جو ایک صندلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس پیادوں تک کی تصویریں بنی رہتی تھیں۔

(۴) گڈھ پت، اس پتے پر بادشاہ قلعے کے اوپر تخت نشین تھا۔ دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر قلعے میں بیٹھا ہوا تھا اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک قلعوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

(۵) دھن پت : یعنی خزانے کا بادشاہ۔ اس رنگ کے اعلیٰ پتے پر بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے روبرو چاندی اور سونے کے انبار لگے ہوئے...... تھے۔ دوسرے پتے پر وزیر اس طرح صندلی پر متمکن تھا کہ گویا خزانے کا جائزہ لے رہا ہو، بقیہ دس پتوں پر سونے اور چاندی کے ظروف کی ایک سے لے کر دس تک تصویریں نقش کی گئی تھیں۔

(۶) دل پت : جنگ کا بادشاہ۔ اعلیٰ پتے پر بادشاہ تمام اسلحۂ جنگ سے آراستہ تخت پر جلوہ افروز براجمان تھا اور اس کے گرد سپاہی جنگ کے لباس پہنے کھڑے تھے۔ دوسرے پتے پر وزیر بکتر پہنے ہوئے صندلی پر متمکن تھا۔ بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک سپاہیوں کی، جو لباس جنگ پہنے ہوئے تھے، تصویریں نقش تھیں۔

(۷) ناؤپت۔ جنگی بیڑوں کا بادشاہ، اعلےٰ پتے پر بادشاہ جہاز کے اندر تخت پر بیٹھا ہوا تھا دوسرے پتے پر وزیر جہاز کے اندر صندلی پر بیٹھا تھا اور بقیہ پتوں پر ایک سے لے کر دس تک کشتیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

(۸) تی پت۔ اعلیٰ پتے پر ملکہ تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی سہیلیاں چاروں طرف

کھڑی تھیں۔ دوسرے پتے پر ایک عورت بطور وزیر صندلی پر متمکن تھی اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لیکر دس تک عورتوں کی تصویریں منقش تھیں۔

(۹) سورپت، اعلیٰ پتے پر دیوتاؤں کے بادشاہ یعنی راجہ اندر تخت پر وراجمان تھے۔ دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا تھا بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

(۱۰) اسُرپت۔ جنوں کا بادشاہ۔ اعلےٰ پتے پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا سا ایک بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھا، دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک جنوں کی تصویریں منقش تھیں۔

(۱۱) بن پت۔ جنگلی جانوروں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر شیر کی تصویر تھی جس کے گرد دوسرے جانور کھڑے تھے۔ دوسرے پتے پر وزیر یعنی چیتے کی تصویر بنی ہوئی تھی، بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک جنگل کے جانوروں کی مورتیں نقش تھیں۔

(۱۲) آہی پت۔ سانپوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر شاہِ ماران، اژدہے پر سوار تھا۔ دوسرے پتے پر وزیر بھی ایک سانپ تھا جو اسی قسم کے دوسرے سانپ پر سوار تھا بقیہ دس پتوں پر ایک سے لیکر دس تک سانپوں کی تصویریں منقش تھیں۔

پہلے چھ رنگ "بیش بر" اور دوسرے چھ "کم بر" کہلاتے تھے۔

اکبر بادشاہ نے گنجفے میں ذیل تغیرات کیئے۔

سرخ رنگ کے بادشاہ کی تصویر اس طرح بنائی گئی تھی کہ گویا تخت پر بیٹھا ہوا زرافشانی کر رہا تھا، دوسرے پتے میں وزیر صندلی پر جلوس فرما تھا اور خزانے کا جائزہ لے رہا تھا اور بقیہ دس صفوں میں عملۂ اللہ کی مختلف تصویریں بنائی گئی تھیں۔ مثلاً سنار، گداز گر، مطلس ساز، وزان، ٹکچی، مُہرکن، تنکچی، من، خریدار، فروشندہ، قرض گیر۔

بادشاہ برات کی تصویر ایسی تھی کہ تخت پر جلوس فرما تھا اور فرامین واسناد و دیگر کاغذات

دفتر کو ملاحظہ کر رہا تھا۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا دفتر کا کام کر رہا تھا۔ بقیہ دس پتوں پر عملے کی تصویریں تھیں مثلاً کاغذگر، مُہرہ کش، مسطر کش، نویسندۂ دفتر، مصوّر، نقاش، جدول کش، فرمان نویس، مجلّد رنگریز۔

بادشاہوں کے نام اس طرح تھے، بادشاہ قماش، بادشاہِ چنگ، بادشاہِ زرسفید، بادشاہ شمشیر، بادشاہ تاج اور بادشاہِ غلامان۔

اکبر بادشاہ گنجفہ اور شطرنج صغیر و کبیر دونوں کھیلوں کو بڑے شوق سے کھیلا کرتا تھا اور بادشاہ کا مقصد صرف یہی تھا کہ بنی نوع انسان کے جوہر طبیعت کا اندازہ فرمائیں اور ان میں اتحاد و یک جہتی پیدا کریں۔ [1]

مغلوں کے عہد کا ترمیم شدہ پتوں کا کھیل اب ہندوستان میں جاری ہے [2]

بہادر شاہ ظفر نے گنجفہ کے بارے میں یہ شعر کہا تھا۔

شوق ہے اس جنگجو کو بازی شمشیر سے — گنجفہ کا اس لئے اب اسنے سیکھا کھیل ہر

قمار بازی | اسلام میں جوا کھیلنا حرام ہے لیکن ہندوستان کے مسلمانوں میں اس کا رواج پایا جاتا تھا۔ وہ لوگ چوسر کے کھیل میں بھی بازی لگاتے تھے۔ گلبدن بانو نے لکھا ہے کہ جس زمانے میں ہمایوں کابل میں تھا تو وہ جوا کھیلا کرتا تھا۔ وہ کھلاڑی عورتوں اور مردوں کو بیس دینار قمار بازی کے لئے دیا کرتا تھا۔[3] دیوالی کے زمانے میں بھی مسلمان جوا کھیلا کرتے تھے [4]

---

[1] برائے تفصیل دیکھئے۔ آئین اکبری (ا۔ت) ج ۱، ح ۱، ص ۴۶۹ - ۴۷۳، کتاب فصل الکلام/۱۵۷ اب - ۱۵۸ اب۔

[2] CROOK WILLIAM: HERKELOT'S ISLAM IN INDIA (L-1921) P. 335

[3] ہمایوں نامہ (ا۔ت) لاہور ۱۹۶۶ء۔ ۱۱۸ - ۱۱۹ نیز دیکھئے آئین اکبری (ا۔ت) ۱۱/ص ۲۹۲
PURUSH PARIKASH - P. 149

[4] ہفت تماشا/ ۸۳ - ۸۴

طیور کی لڑائیاں | طیور بازی ہر طبقے کے مسلمانوں میں پائی جاتی تھی۔ ان میں مرغ بازی، بٹیر بازی، تیتر بازی، گلدم بازی، لوا بازی اور طوطے بازی۔ درندوں کی لڑائی جس کا بعد میں ذکر کیا جائے گا، صرف بادشاہ اور امرا تک محدود تھی۔ لیکن طیور کی لڑائی کا شوق ہر امیر و غریب کر سکتا تھا اور ہر شوقین محنت کر کے لڑائی کے قابل مرغ یا بٹیر تیار کر سکتا تھا۔[1]

اسپییر نے لکھا ہے کہ شام کے چار بجے محل کے سامنے کئی سلاطین جمع ہوتے اور اپنے مرغ لڑا کر بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کی طبیعت بہلاتے تھے۔ اور غالباً یہ روزانہ کا شغل تھا۔[2] پینانٹ کا بیان ہے "ہندوستانی مرغ لڑانے کے بہت شوقین ہیں۔ اور ہم لوگوں کے مقابلے میں وہ لوگ ان جانوروں کو کھلانے اور تربیت کرنے میں زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ وہ مرغ کے ایک پیر میں ایک نکیلا کانٹا باندھ کر لڑاتے ہیں۔ مرغوں کے پر نہیں تراشے جاتے اور ان کو پورے پروں کے ساتھ لڑایا جاتا ہے"۔[3] نوابین اودھ اور انکے عوام کو مرغ، بٹیر اور دیگر طیور کی بازیوں کا بے حد شوق تھا۔

لمس ڈین نے لکھنؤ میں مرغ بازی اور دیگر طیور کی بازیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس ملک کے باشندے مرغ پالنے اور ان کی تربیت کرنے اور ان کے لڑانے کا بہت شوق

---

[1] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ گذشتہ لکھنؤ۔ ص ۱۷۴، شباب لکھنؤ / ۱۱۹

[2] TWILIGHT OF THE MUGHAL EMPIRE . P. 79.

بہادر شاہ ظفر نے بٹیر بازی پر ایک پوری غزل لکھی ہے جس کا مطلع یہ ہے:

ایسے شاہین ہوئے ہیں میرے تیار بٹیر ۔ ماریں شاہین کو اڑا کر یہ جگر دار بٹیر (دیوان ظفر ۱/ ص ۱۱۷)

[3] A VIEW OF HINDOSTAN : II, P. 246, 270

مصحفی کا یہ شعر بھی بٹیر بازی سے عوام کی دلچسپی کی شہادت پیش کرتا ہے:

یہاں نہ روبہ کی اور نہ شیر کی بحث ۔ رات دن ہے یہی بٹیر کی بحث

دیوان ششم (ق۔ رام پور) ص ۱۲۹

رکھتے تھے۔ وہ بازی بدکر رات بھر مرغ لڑاتے تھے[لے] نوابین آودھ کی مرغ بازی کے شوق پر تبصرہ کرتے ہوئے پینانٹ نے بیان کیا ہے کہ بعض اوقات وہ انگریزوں سے مرغ لڑاتے تھے اور بازی لگاتے تھے اور کبھی کبھی یہ بازی ایک لاکھ روپے تک پہنچ جاتی تھی[۲ے] جون جوفینی نے ایک تصویر انگلینڈ بھیجی تھی جس میں نواب آصف الدولہ کو مرغ لڑاتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اس تصویر کے پس منظر میں رقص و سرود کی محفل جمی ہوئی تھی[۳ے] جس زمانے میں میر تقی میر نواب آصف الدولہ سے ملنے دربار گئے تھے تو اس وقت نواب مرغ بازی کے شغل میں منہمک تھا[۴ے]

نوابین آودھ ان طیور کی پرورش، اور ان کی غذا میں کافی روپے صرف کرتے تھے ہرچرن داس نواب شجاع الدولہ کے بارے میں لکھتا ہے

"مرغان آنقدر بودند کہ ہزار روپیہ روزانہ خوراینده آنہا بود"[۵ے]

لکھنؤ کے مرغ بازوں کی میر نے ایک ہجو لکھی ہے جس کے چند شعر یہاں درج کیے جاتے ہیں:

لے A JOWNEY FROM MERUT AND LONDON : P.4

نیز ملاحظہ ہو۔ عماد السعادت۔ ص ۱۴۴، OBSERVCK OIJETC) 220

۲ے THE VILW OF HINDOOSTAN : II, P .271

۳ے الیضاً۔ ۲/ص ۲۷۱ برائے تصویر ملاحظہ ہو۔

SHAH ALLUM II AND HIS COURT ; TWINING = IRANELS IN INDIA : P.294

۴ے میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۷۹۔ نوابین بنگال مرغ بازی کا شغل کرتے تھے۔ طباطبائی نے لکھا ہے کہ علی وردی خاں دکھن سے مرغ منگواتا تھا۔ اور موسم سرما میں وہ راج محل کے علاقے میں چلا جاتا تھا۔ سیر و شکار کے بعد وہ شام کے وقت مرغوں کی لڑائی دیکھتا تھا۔ سیر المتاخرین (انگریزی ترجمہ) ۲/ص ۱۱۸

۵ے چہار گلزار شجاعی ص ۲۲۱ ب، تفضیح الغافلین ۸۴ - ۷۹، عماد السعادت ص ۴۸

دلّی سے ہم جو لکھنؤ آئے — گرم پرخاش مرغ یاں پائے
پر و پرزا درست یکساں ہے — مرغ تصویر کا بھی حیراں ہے
مرغ ہے ایک ایک جیسے کلنگ — قاز و سارس سے جنگ جس کا ننگ
حوصلہ کس قدر حواصل کا — ذکر کیا کرگسِ شتر دل کا
لات کی گھات کر جو مڑ جاوے — نسرِ طائر کا رنگ اڑ جائے
زہرۂ ققنس کا اس خطر سے آب — شب نہ سووے ہراس سے سُرخاب
بکری سا فیلِ مرغ کو مارا — کب شتر مرغ سے ہوا چارا
آدمی جو بڑے کہاتے ہیں — مُرغ مارے بغل میں آتے ہیں
سُرخ و سبزوادہ کے سب مرغ — ہیں ثنا گستر ایسے تھے کب مرغ
ہو جو کہیں مرغِ خانگی کے تئیں — مت سُن اس ہرزہ چانگی کے تئیں
لات ماری جو کاٹ کر حلقوم — حیدر آباد تک پڑی ہے دھوم
کھا کے سینے کی مد می سُو وئے — نسر واقع کا واقعہ ہووے
اڑ گیا حلق کا جو لڑتے پوست — کی صدا مرغ دوست نے ہی دوست

وقر اتنا کہ دیر بیچے لیں — جان دے کوئی تخم مرغ نہ دیں
مرغ بازوں سے ساز کر دیکھا — درِ الطاف باز کر دیکھا
ربط رکھا بہت انھوں کے ساتھ — ایک پر مرغ کا نہ آیا ہاتھ

بازی بد بد کے جب لڑاتے ہیں — کانٹے لوہے کے باندھ لاتے ہیں
آیا حلقوم سے کہ حلق کے پار — پھوٹا چھاتی میں ایک لگ کے دوسا
ہاتھ جس مرغ باز کے تھا وہ — پانی کرنے لگا تر آ کر وہ

کچھ تو ٹھہرا تو دم دیا اُن نے　　　بقیہ کر کے رکھ لیا اُن نے
اور جو سُست ہو ہوا تھیلا　　　دونوں بازو کے پر دیئے پھیلا

جھنے منگل کو پالی کی دھوم　　　گلیوں میں روزِ حشر کا ہے ہجوم
مرغ بازوں کو ہے قیامت جوش　　　جس کو دیکھو تو مرغ در آغوش
مرغ لڑتے ہیں ایک دو لاتیں　　　سیکڑوں ان سفیہوں کی باتیں

ایک بولے کہ کاری آئی چوٹ　　　ایک کہتا ہے بس گیا اب لوٹ

طُرفہ ہنگامہ طُرفہ صحبت ہے　　　بعد نصف النہار رخصت ہے
کھانچے سر پر بغل میں مارے مرغ　　　لے گئے جیتے ہارے سارے مرغ
پھر جو روزِ معیّن آوے گا　　　نالہ مرغِ سحر سناوے گا
عالم آوے گا گِرد ویسا ہی　　　گرم ہنگامہ ہوگا ایسا ہی

میر اُن کا نہ ہووے گو قائل
مرغِ معنی پہ وہ بھی ہے مائل[1]

مختصر یہ ہے کہ لکھنؤ کے ہر طبقہ کے لوگ اپنا بیشتر وقت پرندوں کو لڑانے اور اس تماشے کو دیکھنے میں صرف کرتے تھے[2]

---

[1] کلیات میر، ص ۸۰۰ ۔ ۸۰۱ ۔ لکھنؤ میں طیور بازی کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۔ گزشتہ لکھنؤ،
ص ۱۷۵ ۔ ۱۸۸، شباب لکھنؤ / ۱۱۹ ۔ ۱۲۱

[2] تفضیح الغافلین ص ۴۸ ۔ ۴۹